تعارف و تبصرہ

نام کتاب : انگلستان میں اسلام

تالیف : ڈاکٹر صہیب حسن

پبلشرز : دعوۃ اکیڈمی' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد

تاریخ اشاعت: 2016ء (اشاعت اوّل)

کتاب ہذا کے مؤلف ڈاکٹر صہیب حسن صاحب سے قارئین حکمت قرآن بخوبی واقف ہوں گے' جن کی 'ملاک التاویل' (مؤلفہ ابوجعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر الغرناطی) کی تلخیص و ترجمانی کی بارہویں قسط زیر نظر شمارے میں شائع ہوئی ہے۔ یہ سلسلہ مضامین قرآن کی آیات میں گہرا تدبر کا ذوق رکھنے والے حضرات کے لیے بہت قیمتی ہے اور مفید بھی' جو ڈاکٹر صہیب حسن کی ترجمانی اور محنت و کاوش کے نتیجے میں ازحد سلیس بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل سے نوازیں۔ آمین!

ڈاکٹر صاحب سے راقم السطور کا تعارف و تعلق ۱۹۶۲ء سے ہے جب وہ اسرار بھائی کی دعوت پر لائل پور (حال فیصل آباد) سے منٹگمری (حال ساہیوال) آئے اور وہاں برادر محترم کے قائم کردہ ''دارالمقامہ'' میں مقیم سات طلبہ کو عربی صرف و نحو اور دوسری ابتدائی دینی تعلیمات کے لیے مدرس مقرر کیے گئے۔ میں ۶۲ء میں کالج کے انٹرمیڈیٹ کے سال دوم اور باقی سب سال اوّل کے سٹوڈنٹ تھے۔ چونکہ صہیب صاحب مجھ سے صرف دو اڑھائی برس بڑے ہیں اس لیے ہم سب ہی نے ان سے بے تکلفی کے انداز میں سیکھا اور پڑھا۔ ہم ان کے عمر میں قدرے بڑے ہونے اور ساتھ ہی ان کے انتہائی قابل احترام والد اور جماعت اسلامی کے سابق نامور عالمِ دین مولانا عبدالغفار حسن صاحب کے حوالے سے ان کی عزت و تکریم کرتے تھے۔ اس دوران ہی صہیب صاحب نے بی اے انگلش کی تیاری کر کے فیصل آباد سے امتحان دیا اور اس طرح پنجاب یونیورسٹی کے گریجویٹ بنے۔ پھر جلد ہی انہیں اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں داخلہ مل گیا' چنانچہ ان کی جگہ خود مولانا عبدالغفار حسن صاحب ازراہ کرم ہمارے اتالیق کی حیثیت سے ساہیوال تشریف لائے۔ شہر کی ہائی سٹریٹ پر کرائے کے مکان میں طلبہ کا ہاسٹل 'دارالمقامہ' تھا اور بالکل ملحق چھوٹے سے گھر میں مولانا فیملی کے ساتھ رہائش پذیر ہوئے۔ مولانا کی شام کی کلاسز سے استفادہ' قریب واقع مسجد نور میں نمازوں کی ادائیگی اور ہفتے میں دو تین دروس (جن میں ایک ہفتہ وار درس قرآن سیٹلائٹ ٹاؤن میں ہوتا تھا) مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ مولانا نے حدیث میں 'ریاض الصالحین'

کے کچھ حصے ہمیں پڑھائے اور مختصر نوٹس بھی املا کروائے۔ گمان غالب یہ ہے کہ صہیب صاحب نے مدینہ یونیورسٹی میں والد محترم کا تعارف کروایا ہوگا جس کے باعث جامعہ اسلامیہ کے ایک سینئر فیکلٹی ممبر پاکستان آ کر مولانا عبدالغفار حسن صاحب کو استاذ الحدیث کے طور پر مدینہ منورہ لے گئے۔ چنانچہ مولانا کو وہاں پندرہ سترہ سال رہنے کا موقع ملا۔ صہیب صاحب جامعہ سے تعلیم مکمل کر کے مبعوث کی حیثیت سے سعودی حکومت کے دارالافتاء والارشاد کی ملازمت میں افریقہ کے بعض ممالک بالخصوص کینیا میں رہے۔ نیروبی ہی سے صہیب صاحب نے انگلستان کا پہلا مختصر دورہ ۱۹۷۳ء کے اوائل میں کیا۔ راقم الحروف بھی اس وقت لندن میں موجود تھا۔ طویل وقفے کے بعد ان سے مل کر ازحد خوشی ہوئی تھی۔ ان کے میزبان تو اگرچہ کینیا کے ایک متموّل شخص تھے اور کچھ احباب بھی چند شہروں کی وزٹ کے دوران ساتھ رہے‘ لیکن لندن سے ابتدائی تعارف میں کچھ حصہ راقم کا بھی تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ صہیب صاحب کی فرمائش پر میں نے انہیں برٹش میوزیم کا تفصیلی مشاہدہ کروایا اور شہر کے بعض علمی اور ثقافتی اہمیت کے مقامات کی سیر بھی کرائی۔

اللہ تعالیٰ کا تکوینی امر دیکھئے‘ ڈاکٹر صہیب حسن ۱۹۷۶ء سے یعنی چار دہائیوں سے زیادہ انگلستان میں مستقل اور مسلسل اقامت پذیر ہیں‘ اور انہوں نے وہاں بلامبالغہ سینکڑوں مساجد کی تعمیر اور آبادکاری میں انتہائی محنت اور جانفشانی سے کام کیا ہے۔ کتاب ’انگلستان میں اسلام‘ ایک اعتبار سے مسلم آبادی کی جزائر برطانیہ میں دینی و دعوتی تگ و تاز کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مساجد صرف عبادت کی جگہیں ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تبلیغ اسلام کا مؤثر ترین ادارہ ہیں اور ساتھ ہی مسلمانوں کے میل جول اور اجتماعی دینی پروگراموں کے لیے بہترین فورم ہیں۔ سعودی عرب کے دارالافتاء سے نسبت کی وجہ سے انہیں بالخصوص ہر اُس مسجد کے پراجیکٹ کو دیکھنے کا موقع ملا جس میں مخیّر سعودی حضرات یا شاہی خاندان کے افراد نے دل کھول کر امداد دی تھی۔ حرمین شریفین کے امام حضرات خاص طور پر تشریف لا کر ان کا افتتاح کرتے رہے اور نمازوں کی امامت سے لوگوں کے دلوں کو گرمایا اور مثبت دینی جذبات کو انگیخت دی۔

بطور داعی صہیب حسن صاحب اس اعتبار سے لائق تحسین ہیں کہ ان کا تعلق انگلستان کے طویل قیام کے دوران دنیا بھر کے بیشتر مسلمان ممالک سے آئے ہوئے تارکین وطن سے رہا ہے۔ وہ چونکہ اردو‘ عربی کے علاوہ انگریزی میں بھی مہارت رکھتے ہیں اس لیے ان کے خطاباتِ جمعہ متعدد مساجد میں اردو کے ساتھ ساتھ عربی اور انگریزی میں بھی ہوتے رہے۔ مساجد اور اسلامک سنٹرز کے قیام و توسیع کی سالوں پر محیط تاریخی داستان کو مؤلف کتاب نے جس طرح بیان کیا ہے‘ اور جس تفصیل سے ان حضرات کے نام تحریر کیے ہیں جن کی انتھک کوششیں ان دینی پراجیکٹس میں شامل رہیں — قابلِ ستائش ہے۔ صہیب صاحب نے ان تمام حضرات کو کھلے دل سے دعائیں بھی خوب دی ہیں۔ خاص طور پر ارضِ برطانیہ اور آئرلینڈ کے مختلف شہروں میں انیسویں صدی کے اواخر میں اوّلین مساجد کے قیام کی تفاصیل تو بہت دلچسپ‘ ایمان افروز اور چشم کشا ہیں۔ جولائی ۱۹۷۶ء سے

شروع ہونے والا صہیب صاحب کا دینی و دعوتی saga زیر تبصرہ کتاب کے پونے دوصد سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز کس طرح اور کیونکر ہوا' انہی کی زبانی سنیے:

''جولائی ۱۹۷۶ء میں جب دارالافتاء سعودی عرب سے بحیثیت ایک داعی وابستگی کی بنا پر مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے کینیا سے میرا تبادلہ لندن کیا تو میں نے اپنی صوابدید پر دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا' جس کی ایک شکل ''القرآن سوسائٹی'' کے قیام کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ لیکن ہوا یہ کہ مجھے آئے ہوئے ابھی چند ہفتے بھی نہ گزرے تھے کہ شیخ ابن باز کے سیکرٹری اور عم زاد شیخ عبدالعزیز بن ناصر الباز بھی نجی دورے پر لندن وارد ہوئے۔ وہ بلگریو اسکوائر میں واقع سعودی عرب کے سفارت خانے تشریف لے جا رہے تھے' مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ فرسٹ سیکرٹری جناب عبداللہ بری سے ملاقات ہوئی' میرا تعارف کرایا اور بتایا کہ تازہ تازہ یہاں وارد ہوا ہوں۔ عبداللہ بری نے کہا کہ یہاں ہمیں ایسے شخص کی ضرورت ہے جو یہاں کی مسلمان کمیونٹی کی ضروریات سے ہمیں آگاہ کرتا رہے' اور خاص طور پر ان تمام منصوبوں کے بارے میں ہمیں تحقیقاتی رپورٹ دیتا رہے جو مساجد اور مدارس کے قیام کے سلسلے میں سعودی عرب سے اعانت کے طالب ہوتے ہیں۔ شیخ نے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور یوں میں اس کارِ خیر میں ایسا شریک ہوا کہ اب لگ بھگ چالیس سال ہو رہے ہیں' میں ہر اُس مسجد یا ادارے کو دیکھنے کے لیے خود جاتا رہا ہوں جو سعودی عرب سے مالی امداد کے خواہاں رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جنہیں میرے قلم سے نکلی چند سطور کی بنا پر سعودی سفارت خانے کی تائید و توثیق کے بعد قابل قدر اعانت حاصل رہی ہے اور وہ بھی جو میری مثبت رپورٹ کے باوجود معمول کی کارروائیوں کے نتیجہ میں ہنوز ساحل مراد تک پہنچ نہیں پائیں۔ البتہ اس بات کا ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر مسئلہ مسجد کی تعمیر کا ہو تو میرا قلم ہمیشہ مثبت اشارے ثبت کرتا رہا ہے اور میں نے ہمیشہ ان لوگوں کے بارے میں کلمہ خیر کہا ہے' جو اس دیارِ غیر میں قرآن و سنت کی ترجمانی کو اپنا فریضہ اوّلین بنائے رہے ہیں۔ مجھے اللہ سے اُمید ہے کہ بفحوائے حدیث نبوی ((مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَھُوَ کَفَاعِلِہٖ)) مجھے بھی اس کارخیر کے اجر سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔''

ذاتی طور پر کتاب ہذا میرے لیے اس لیے بھی انتہائی دلچسپی کی ہے کہ اس نے مجھے ماضی کے دریچوں میں جھانکنے کا موقع فراہم کیا۔ ان جگہوں اور مسجدوں کی یادیں اور احباب کا سراپا ذہن کے پردے پر آ گیا جن سے وسط ۱۹۷۳ء میں انگلستان سے پاکستان مراجعت کے بعد ملاقات نہ ہوسکی۔ اگرچہ تین بار مختصر وزٹ پر انگلینڈ جانا ہوا لیکن ان پرانے دوستوں سے ملاقات کی سبیل نہ نکل سکی۔ ان بیسیوں ناموں میں اسلامک فاؤنڈیشن کے ڈاکٹر مناظر احسن' جریدہ امپیکٹ کے ایڈیٹر حاشر فاروقی' یو کے اسلامک مشن کے رشید احمد صدیقی' تنظیم واسطی' جناب شفیق الرحمٰن' اجمل احمد صاحب' ڈاکٹر کلیم صدیقی' عزیز پاشا' ڈاکٹر سید علی اشرف' ڈاکٹر غیاث الدین اور متعدد دوسرے حضرات شامل ہیں۔ ڈاکٹر کلیم صدیقی کے انتقال کو تو غالباً پندرہ بیس سال ہو چکے۔ صہیب صاحب کی زبانی اجمل احمد صاحب کے سانحہ ارتحال کا معلوم کر کے دکھ ہوا۔ بھلے آدمی' ملنسار اور اسلامی جذبہ رکھنے والے متحرک شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں اپنے خصوصی جوارِ رحمت میں جگہ دیں۔ آمین!

مساجد کی تعمیر‘ انتظام و انصرام‘ خطباتِ جمعہ اور دروسِ قرآن و حدیث کی دی گئی تفصیلات سے ڈاکٹر صہیب حسن کی بالخصوص مساجد سے دلچسپی کے حوالے سے ذہن اس حدیث رسول (ﷺ) کی طرف منتقل ہوا جس میں آپؐ نے منافق اور مؤمن کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرمایا کہ مؤمن کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جن سات طرح کے اشخاص کو اپنے عرش کے سائے کے نیچے جگہ دے گا ان میں ایک ’’رَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ‘‘ ہے اور یقیناً صہیب صاحب ان خوش قسمت حضرات میں شامل ہوں گے۔ کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ مؤلف کا رابطہ انگلستان کے علمی حلقوں اور ریسرچ اداروں سے بھی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹریٹ بھی دراساتِ اسلامیہ میں برمنگھم یونیورسٹی سے کی۔ متعدد ٹی وی چینلز پر ان کے اردو اور انگریزی میں خطابات جس طرح قرآن و سنت کی تعلیمات کو گزشتہ دس بارہ سال سے پیش کر رہے ہیں‘ میرے خیال میں انگلستان کی سیکولر اور انتہائی permissive سوسائٹی میں رہنے والی مسلمانوں کی نژادِ نو پر اچھے اثرات مرتب کر رہے ہوں گے اور خاص طور پر کالج اور یونیورسٹی طلبہ و طالبات کے Cultural Schizophrenia میں مبتلا ہونے سے رکاوٹ بن رہے ہوں گے‘ اور وہ اعتماد اور مثبت عزم کے ساتھ اپنے اسلامی تشخص کا اظہار کر سکتے ہوں گے۔ یہ بات انتہائی خوش آئند ہے کہ صہیب صاحب کے ساتھ ان کی اہلیہ اُمّ وہیب‘ صاحبزادی خولہ حسن اور بیٹوں میں سے خصوصاً ڈاکٹر اسامہ حسن بھی دعوتی سرگرمیوں میں فعال ہیں۔ خواتین کے حلقے میں اُمّ وہیب اور خولہ حسن دروسِ قرآن اور سوالات کے جوابات پروگرام ’النساء‘ کے حوالے سے بہت عرصے سے کتاب اللہ و سنتِ رسول کی تعلیمات دیارِ غیر میں پھیلا رہی ہیں۔ اس طرح بحمداللہ یہ گھرانا ’ایں خانہ ہمہ آفتاب است‘ کی عمدہ مثال ہے۔ مؤلفِ کتاب نومبر کے آخری ہفتے میں دو دن کے لیے لاہور تشریف لائے تھے۔ نئی مساجد کو دیکھنے کا جذبہ یہاں بھی کارفرما رہا۔ چنانچہ انہوں نے بحریہ ٹاؤن کی مشہور بڑی مسجد وزٹ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس طرح راقم کو بھی پہلی بار ان کے ہمراہ بحریہ ٹاؤن کی شاندار مسجد دیکھنے اور وہاں مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے کا موقع ملا۔ قبل ازیں میں نے ایک بار ملحقہ سڑک سے گزرتے ہوئے دور ہی سے دیکھا تھا۔ اذان سے قبل دس پندرہ منٹ میں صہیب صاحب نے مسجد کے اندرونی حصوں‘ کتابوں کے شیلف اور جملہ آرائش بہت غور اور دلچسپی سے دیکھیں۔ غالباً وہ اس مسجد کا دنیا بھر کی دوسری بڑی مساجد سے موازنہ کر رہے ہوں گے۔ انہیں بتایا گیا کہ بحریہ ٹاؤن کی انتظامیہ کراچی میں اس سے کئی گنا وسیع مسجد بنا رہی ہے۔

اس تعارفی تبصرے کا اختتام راقم محترم صہیب صاحب کے صاحبزادے جناب اسامہ حسن کے تذکرے پر کرے گا جو فزکس اور فلکیات میں کیمبرج یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کیے ہوئے ہیں۔ انہیں مساجد میں دعوتی تقاریر اور جمعہ کے خطابات کے علاوہ یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ Royal Observatory کے نوتعمیر شدہ گنبد (Dome) میں سماءِ دنیا پر چمکنے والے ستاروں اور سیارچوں کی حرکت پر مشتمل پروگرام کا شو (show) وقتاً فوقتاً پیش کرتے ہیں اور ناظرین کو ان کے عربی ناموں کی اصلیت سے آگاہ کرنے سے بھی نہیں